۳

تاریخ کا کفن

امر جلیل (پیدائش ۱۹۳۶ء)

اس سبق کی تدریس کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- نظم و نثر کو فہم کے ساتھ پڑھ کر مصنف / شاعر کی تکنیک، مقصد اور اسلوب پر مبنی سوالات کے جوابات دے سکیں۔
- اپنی گفتگو میں جذبے اور تاثر کے حوالے سے شدت اور لہجے کے زیر و بم کا لحاظ رکھ کر ڈرامائی کیفیات ادا کر سکیں۔
- افسانوی اور غیر افسانوی انتخاب پڑھ کر اس میں موجود معلومات اخذ کرتے ہوئے استعمال کر سکیں۔
- مختلف نثری اصنافِ ادب (کہانی، داستان، افسانہ، ڈراما اور ناول) پڑھ کر ان کے ادبی اسلوب میں امتیاز کر سکیں۔
- افسانوی و غیر افسانوی متن میں شامل مانوس غیر مانوس الفاظ و تراکیب، محاورات، ضرب الامثال، مترادفات اور مرکبات پر مشتمل فقرات سمجھ کر برمحل استعمال کر سکیں۔
- منتخب اقتباسات کی تلخیص نویسی کر سکیں۔
- مختلف ادبی شخصیات کی مرقع نگاری کر سکیں۔
- تراکیب لفظی کی شناخت کر سکیں اور اہمیت کو سمجھتے ہوئے اپنی تحریر میں استعمال کر سکیں۔

پڑھیں

عید نماز شروع ہونے سے کچھ دیر پہلے ایک کالا کلوٹا شیدی، جس کے بال خشک، آنکھیں بنجر، بدن نحیف و نزار اور کپڑوں کے نام پر چیتھڑے پہنے ہوئے تھے؛ وہ نمازیوں کی آخری صف سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ وہ ادھیڑ عمر کا طویل قامت شخص تھا۔ اس کے کندھے صلیب کی طرح سیدھے اور سینہ چوڑا تھا۔ اس کی پُشت زندگی کا بوجھ اُٹھاتے، برداشت کرتے کمان بن چکی تھی۔ اس نے لمبی سانس کھینچ کر ایک اڑتی نگاہ عید گاہ پر ڈالی۔

پوری عید گاہ کراچی کے بھانت بھانت کے لوگوں سے اَٹی پڑی تھی۔ قطاریں شمار سے باہر، نمازی بے انداز! کچھ کے کپڑوں کے جوڑے نئے، کچھ کے دُھلے ہوئے، کچھ کے اُجلے! رنگ اتنے سارے کہ جیسے آسمان سے رنگوں کی دھنک زمین پر اتر آئی ہو۔ عید نماز شروع ہونے میں چند لمحات باقی تھے۔ مُلّا بے حد عقیدت اور بڑے جوش و خروش کے ساتھ تاریخِ اسلامی کے اوراق پلٹ رہا تھا۔ وہ کبھی بانہیں اوپر اٹھا کر تو کبھی نیچے کر کے، آواز کے زیر و بم کے ساتھ، کبھی سیدھے سُبھاؤ تو کبھی سُر میں بولتے ہوئے؛ لوگوں کے جذبہ ایمانی کو بیدار کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ لوگ مؤدب بیٹھے ہوئے تھے اور دورانِ وعظ کبھی کبھار اونگھ بھی لیتے تھے۔ ان کی نگاہیں اپنے اپنے مصلوں کے آگے رکھے جُوتوں پر تھیں۔ کچھ جُوتے نئے، کچھ پُرانے اور پھٹے ہوئے تھے۔ بُوٹوں، سلیپروں، سینڈلوں اور چپلوں کے تلوے تلووں سے ملے ہوئے تھے اور جائے سجدہ سے انچ بھر دور رکھے ہوئے تھے۔ جو نمازی اپنے ساتھ ذوالجناح کی طرح سجے سنورے بچے لے آئے تھے، ان کی ایک آنکھ جُوتوں میں تو ایک بچوں میں گڑی ہوئی تھی۔ صحت مند مُلّا، صحت مند آواز میں وعظ کر رہا تھا اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم کی بجائے اللہ تعالیٰ کے قہر اور عذابِ قبر کی باتیں بتا بتا کر ڈرا رہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا کہ جوشِ ایمانی میں لاؤڈ سپیکر پھاڑ ڈالے گا۔

"اَبے بیٹھ جا!" کنگال قسم کے ایک دبلے پتلے شخص نے شیدی کا بازو پکڑتے ہوئے کہا، "کھڑے کیوں ہو؟ بندریا بھاگ گئی ہے کیا؟"

شیدی نے اسے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ جھٹکا دے کر، بازو چھڑا کر پچھلی صف سے نکل کر اگلی صف میں کھڑا ہو گیا۔

"ابے! دور کر یہ اپنے توے ایسے پاؤں۔" شیدی کو کہنے مارتے ہوئے ایک چڑیا جتنے نوجوان نے کہا، "آدمی ہو کہ تار کول"

شیدی نے اسے کوئی جواب نہیں دیا اور نہ ہی گردن موڑ کر اس کی طرف دیکھا۔ وہ اس قطار سے نکل کر اگلی میں کھڑا ہو گیا۔

"اوہو۔۔۔ بڑے احمق ہو تم بھی۔" اُجلے سفید کپڑوں والے ایک شخص نے غصہ میں شیدی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا، "شرم نہیں آئی میرے کورے پاجامے کے پائنچے پر پاؤں رکھتے ہوئے۔"

شیدی کی اداس آنکھوں میں پُر اسرار روشنی اُبھر آئی تھی۔ اس نے اس بپھرے ہوئے شخص کے جملے کو سُنا اَن سُنا کر دیا۔ وہ قدم بڑھا کر اگلی قطار میں جا کھڑا ہوا۔

"خبر دار!" فرشتوں جیسے ایک شخص نے شیدی کی ٹانگ کی چٹکی کاٹتے ہوئے کہا، "لاحول ولا! میرا دبئی کا مصلہ میلا کر دیا۔ آدمی ہو کہ ابن ابلیس!"

شیدی نے چٹکی کی پروا نہیں کی اور نہ ہی فرشتوں ایسے شخص کے جملہ کی۔ اس کی اداس آنکھوں میں پُر اسرار روشنی بڑھتی چلی گئی۔ وہ قدم بڑھا کر اگلی قطار میں جا کر کھڑا ہو گیا۔

"ارے او بن مانس!" ایک نوجوان، جس نے بڑی محنت اور جفاکشی کے بعد اپنی چمکتی پیشانی پر بال سجا رکھے تھے، نے شیدی کو حقارت آمیز لہجہ میں کہا، "چڑیا گھر سے پنجرہ توڑ کر بھاگے ہو کیا؟"

قریب بیٹھے کچھ ایکٹر چھاپ نوجوانوں نے قہقہہ لگایا۔ ایک بھینگے نوجوان نے اداکاروں ایسے لہجے میں کہا، "لگتا ہے کہ افریقہ سے ہجرت کر آیا ہے۔" ایکٹر چھاپ نوجوانوں کی ٹولی نے قہقہہ لگایا۔

ایک ادھیڑ عمر شخص، جو اونگھ رہا تھا، قہقہہ سن کر بیدار ہو گیا۔ اس نے گھٹنوں سے سر نکال کر نوجوانوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا، "اے لڑکو! تیس مار خانی مت دکھاؤ، وعظ سننے دو۔"

"چپ کر، ابابیل کے بچے!" ایک نوجون نے فی البدیہہ جواب دیا۔ وہ شخص اترا ہوا چہرہ لے کر بیٹھ گیا۔

اس دوران شیدی وہ قطار چھوڑ کر اگلی قطار میں جا کھڑا ہوا۔

"ارے اِدھر آگے کہاں آ رہے ہو؟" چار پانچ آدمیوں نے اسے روک لیا۔ انھوں نے اس کے پھٹے پرانے کپڑوں اور ناتواں بدن کو دیکھ کر کہا، "یہاں شیرینی بٹ رہی ہے کیا؟"

شیدی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کی آنکھیں اگلی قطار پر گڑی ہوئی تھیں۔

"پیچھے جاؤ، اے توّے کے بھائی! پیچھے جاؤ۔"

"دور ہٹو۔"

"بھاگ جاؤ۔"

"خبر دار جو آگے آئے!"

شیدی نے انھیں جواب نہیں دیا نہ ہی گردن موڑ کر ان کی طرف دیکھا۔ پُر اسرار روشنی واضح طور پر اس کی آنکھوں میں چمک رہی تھی۔ وہ آگے بڑھ گیا۔

وہ قدم اٹھاتا، چھلانگیں مارتا، نمازیوں کی دو چار قطاریں پھلانگ گیا۔

لوگوں میں کھلبلی مچ گئی۔ جو اونگھ رہے تھے وہ بیدار ہو کر بیٹھ گئے۔ جو بیدار تھے اور کانوں سے وعظ سن رہے تھے اور آنکھوں سے اپنے جُوتوں اور بچوں کی نگہداشت کر رہے تھے، وہ شتر مرغ کی طرح گردنیں پھیر کر شیدی کی طرف دیکھنے لگے۔ انھوں نے جب شور سُنا تو جھپٹ کر اپنے اپنے جُوتے اٹھا لیے اور

بچوں کو کھینچ کر گود میں بٹھا لیا۔
کچھ پُرحشمت، بہادروں اور نڈروں نے شیدی کو قابو میں کر لیا۔
"پکڑنا"
"مت چھوڑنا"
"خوب مرمت کرنا"
شوروغل بڑھ گیا۔ مُلّا نے وعظ بند کر دیا اور منبر کے سب سے اونچے زینہ پر چڑھ کر تماشا دیکھنے لگا۔ تمام مخلوق کا دھیان شیدی کی طرف ہو گیا۔
کئی انواع کے لوگ، کئی اقسام کے لہجے، بھانت بھانت کی بولیاں۔۔۔ لیکن مفہوم سب کا ایک جیسا۔۔۔
"چور ہے۔"
"چور نہیں ہے، جیب کترا ہے، بدشگنی ہے۔"
"برابر، برابر۔"
"ضرور کسی مومن کی جیب خالی کر لی ہو گی۔"
"شکل سے ہی چور کا پُتّر دکھائی پڑتا ہے۔"
"جوتوں کا چور ہے۔"
"قابو کرنا"
"پکڑنا"
"بھاگنے مت دینا"
"جلدی کرنا"
"چور ہے۔"
"جیب کترا ہے۔"
"بدمعاش ہے۔"
"شُہدا ہے۔"
ایک شخص ہجوم سے راستہ بناتا، ہلہ بولتا، آگے بڑھ آیا۔ اس کے ہونٹ پتلے اور خشک، آنکھیں مچمچی اور بے رونق اور بال اُجڑے ہوئے تھے۔ اس نے لوگوں سے بلند آواز میں کہا، "میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں۔ یہ چور نہیں نہ ہی جیب کترا اور نہ ہی لفنگا ہے۔ یہ صرف شیدی ہے۔"
جس نیک بندے کا ہاتھ شیدی کی گردن میں تھا، اس نے ایک نگاہ میں نووارد کا جائزہ لیتے ہوئے طنزیہ انداز میں پوچھا، "اور تم کون ہو؟"
اس نے جواب دیا، "میں ماموں خاں موچی ہوں۔"
"بھاگ جا، موچی! تو جا کر پھٹے پرانے جوتوں کی مرمت کر۔" نیک صورت اور نیک سیرت شخص نے کہا، "ہم خود ہی اس کی خبر لیں گے۔"
ماموں خاں موچی دھکے ٹھڈے کھا کر منظر سے غائب ہو گیا۔
اور پھر بڑی دیر تک بلند آواز میں جملے ایک دوسرے سے اُلجھتے رہے۔۔۔
"مارو، مارو۔"

"ٹھکائی اچھی طرح کرو۔"

"پہلے اس کی تلاشی لو۔"

"نماز میں رخنہ مت ڈالو۔"

"درخت سے باندھ دو۔"

"نماز کے بعد منہ کالا کر کے، گدھے پر بٹھا کر اس کا جلوس نکالا جائے گا۔"

"ٹھیک ہے، یہ بہت بڑا اور اہم مسئلہ ہے۔"

"اس کے منہ پر کالک کی بجائے چُونے کی سفیدی پھیریں گے۔"

"ہر گز نہیں، چور کا منہ ہمیشہ کالا ہوتا ہے۔"

"اس مسئلے پر لوگوں سے ووٹ لیا جائے۔"

"ووٹ لینے کا وقت نہیں ہے۔"

لوگ آپس میں بحث مباحثہ کرنے لگے۔ وہ ایک دوسرے سے لڑنے مرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ شور و غل بڑھ گیا۔ لوگ شیدی کے حشر کے متعلق کسی ایک فیصلے پر نہیں پہنچ سکے۔

پہلی قطار میں ملک کی نامی گرامی اور جانی پہچانی شخصیت، ہر دل عزیز، مشہور و معروف جناب محمود صاحب موجود تھے۔ لوگوں کو محمود صاحب کی حفاظت کی فکر لاحق ہو گئی۔ وہ محمود صاحب کے لیے پریشان ہونے لگے۔ ہجوم میں سے کسی نے بلند آواز، چیختے ہوئے کہا، "کالا شیدی پہلی قطار کی طرف بڑھ رہا ہے۔ یہ بدبخت ضرور کسی دشمن ملک کا ایجنٹ ہے، اور محمود صاحب کو قتل کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے۔"

اس نئے انکشاف پر لوگ حواس باختہ ہو گئے۔

اچانک شیدی نے چھلانگ لگائی۔ وہ چیتے کی طرح چھال مارتا، بڑے بڑے ڈگ بھرتا، لوگوں، مصلوں، جوتوں اور چپلوں کی کئی قطاریں پھلانگ گیا۔ پہلی صف میں محمود صاحب کے ساتھ شہر کے لائق افسران، صنعت کار، تاجر اور بینکر کندھے سے کندھا ملا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ گردنیں جھکائے اور دوزانو بیٹھے ہوئے تھے اور اخباری فوٹو گرافروں سے تصاویر کھنچوا رہے تھے۔ پہلی صف کے عین عقب میں، محمود صاحب کی حفاظت کے لیے سادہ کپڑوں میں حفاظتی عملہ کے برجستہ اور طاقت ور ارکان بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ بہ ظاہر نماز پڑھنے اور اللہ کی عظمت کے سامنے سر بہ سجود ہونے آئے تھے، لیکن دراصل وہ محمود صاحب کی حفاظت کے لیے وہاں موجود تھے، اور نئی صورت حال کے باعث چوکس ہو رہے تھے۔ ان کے نیفوں میں خطرناک اسلحہ چھپا ہوا تھا، اس لیے وہ بیٹھنے میں دشواری محسوس کر رہے تھے۔

شیدی جب اچھلتا، چھلانگیں مارتا، دوسری صف پھلانگ کر پہلی صف کی طرف بڑھنے لگا، تب اسے حفاظتی عملے کے عقابوں نے جھپٹ کر قابو کر لیا۔ وہ پلک جھپکنے میں ہی اسے لاتیں، ٹھڈے، مکے اور گھونسے مارتے، عید گاہ سے باہر لے گئے۔ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں تھا۔

لاؤڈ سپیکروں سے مُلّا کی آواز گونجنے لگی۔ وہ دونوں ہاتھ عرش کی طرف اٹھا کر، عاجزی، انکساری کے ساتھ اور مترنم انداز میں اللہ تعالیٰ سے محمود صاحب کی درازی عمر کی دعا مانگنے لگا۔

لوگوں کا خیال بدل گیا۔ وہ شیدی کو بھول کر پہلے محمود صاحب کی طویل عمری کی دعائیں مانگنے اور پھر وعظ سننے لگے۔ انھوں نے اپنے نئے پرانے بوٹ اور چپل سجدہ گاہ سے انچ بھر کی دوری پر رکھے تھے۔

عید گاہ سے باہر ایک علیحدہ جگہ میں حفاظتی عملے کے ایک بڑے افسر نے بید کی چھڑی کے پے در پے وار کرتے ہوئے شیدی سے پوچھا، "بتاؤ، جواب دو۔

تم کس نیت سے پہلی صف کی طرف بڑھ رہے تھے؟"

مکوں، گھونسوں اور تھپڑوں کے سبب شیدی کا پورا چہرہ خونم خون ہو گیا تھا۔ اس کا منہ خون سے بھرا ہوا تھا۔ وہ کوئی بھی جواب نہ دے سکا۔

"جواب دو۔" پھر لاتیں اور مکے، چہرے پر گھونسے اور پنڈلیوں پر لانگ بوٹوں کی ٹھوکریں لگیں، "جواب دو، کس کے ایجنٹ ہو؟ کس نیت سے آگے بڑھ رہے تھے؟"

شیدی کی ناک سے خون کے ریلے بہنے لگے۔ پیٹ اور کوکھ اور پسلیوں پر لاتیں پڑنے کے باعث اس کا جوڑ جوڑ اکھڑ گیا۔ اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔

"پہلی قطار کی طرف کیوں اور کس نیت سے بڑھ رہے تھے؟" عملدار نے اسے پیٹ پر لات اور گردن پر مکا مارتے ہوئے پوچھا، "جواب دو، کس ارادے سے پہلی صف کی طرف بڑھ رہے تھے؟"

شیدی نے خون کی کُلی کر کے، منہ کو پھٹی قمیض کے بازو سے پونچھ لیا۔ اس کے کٹے پھٹے ہونٹ کانپنے لگے۔ اس نے کمزور آواز میں کہا، "میں پہلی صف میں کھڑا ہو کر نماز پڑھوں گا۔"

حفاظتی عملے کے چاق و چوبند جوان شیدی کا جواب سن کر کچھ کچھ پریشان ہو گئے۔ پھر، اس کے خراب حال اور سادہ شکل و صورت دیکھ کر "کڑ کڑ" قہقہے لگانے لگے۔ کسی نے کہا، "ارے! تم پہلی قطار میں کھڑے ہو کر نماز پڑھو گے؟"

ان میں سے ایک نے زوردار مکا شیدی کی پیشانی پر ناک کے قریب جمایا اور کہا، "تم جھوٹ بولتے ہو۔"

پورا ماحول شیدی کی نگاہوں کے سامنے زیر و زبر ہونے لگا۔ اس کی سانس سینہ میں دھڑکنے کی بجائے تڑپنے لگی۔ سانس بند ہونے لگی۔ ناک، منہ اور کانوں سے خون رستا، بہتا رہا۔ اس نے شکستہ لہجہ میں کہا، "میں پہلی قطار میں کھڑا ہو کر نماز پڑھوں گا۔"

حفاظتی عملے کے ایک تنومند نوجوان نے شیدی کے سینے پر گھونسے کا بھرپور وار کیا اور پھر اسے گالی دیتے ہوئے کہا، "ڈرامہ کرتے ہو، سُوَر کے بچے! ہم تمھیں پہچان گئے ہیں۔ تم غیر ملکی ایجنٹ ہو۔"

شیدی مکا کھا کر پیچھے ہٹ گیا، جا کر دیوار سے لگا۔

"بتاؤ!" پھر لاٹھیاں برسنے لگیں، "بتاؤ، کس کے ایجنٹ ہو؟"

"میں ایجنٹ نہیں ہوں۔" شیدی بُجھنے لگا، اس نے ٹوٹتے بکھرتے ہوئے کہا، "میں پہلی صف میں کھڑا ہو کر نماز پڑھوں گا۔"

"ابے لنگور!" ایک موٹے تگڑے اہلکار نے اسے تھپڑ مارتے ہوئے کہا، "زندگی بھر کبھی آئینہ دیکھا ہے! چلا ہے پتر پہلی قطار میں نماز پڑھنے!"

شیدی کی سانسوں کا سلسلہ اس کی ناک سے بہتے خون کے سبب ٹوٹنے لگا۔ اس نے کہا، "میں پہلی قطار میں کھڑا ہو کر نماز پڑھوں گا۔"

"ابے اونٹ کے بچے!" موٹے تگڑے عملدار نے کہا، "شہر کے معزز لوگ محمود صاحب کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے پہلی صف میں موجود ہیں۔ تم پہلی میں صف کیسے نماز پڑھو گے؟"

شیدی نے نحیف آواز میں کہا، "میں بھی پہلی صف میں محمود صاحب کے ساتھ کھڑا ہو کر نماز پڑھوں گا۔"

حفاظتی عملے کے تنخواہ داروں نے خوب قہقہے لگائے۔ ایک نے کہا، "اس کا دماغ ٹھکانے نہیں ہے۔"

"بہروپیا ہے۔" بڑے افسر نے اپنے عملے کو حکم دیتے ہوئے کہا، "اس سے پوچھو کہ یہ کون ہے اور محمود صاحب کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کا ڈھونگ کیوں کر رہا ہے؟"

www.ilmkidunya.com

پھر جو درگت بنا نا ان کے حافظہ میں محفوظ تھا، وہ درگت انھوں نے شیدی کی بنائی۔ لاتیں، مکے اور گھونسے مار مار کر اسے آدھ موا کر دیا۔ شیدی فرش گزیں ہو گیا۔ انھوں نے اسے پھر اٹھا کر کھڑا کر دیا۔ اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مار کر اسے ہوش میں لے آئے۔ شیدی نے خون آلود آنکھیں کھول کر حفاظتی عملے کی طرف دیکھا۔

چاق و چوبند افسر نے اس کے بالوں کو مٹھی میں پکڑتے ہوئے کہا، ''بتاؤ، تم کون ہو؟ محمود صاحب کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز کیوں پڑھنا چاہتے ہو؟'' شیدی بجھنے لگا۔ ایک لمحے کے لیے اس کی آنکھوں میں پُراسرار روشنی لوٹ آئی۔ اس نے ٹوٹے پھوٹے لہجے میں کہا، ''میں ایاز ہوں۔ میں ایک ہی صف میں کھڑا ہو کر محمود کے ساتھ نماز پڑھوں گا۔''

(تاریخ کا کفن)

امر جلیل (پیدائش ۱۹۳۶ء)

اصل نام قاضی عبدالجلیل ہے۔ صوبہ سندھ کے شہر روہڑی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کراچی اور پھر نواب شاہ سے بی اے کا امتحان پاس کرنے کے بعد جامعہ کراچی سے اقتصادیات اور تاریخ کے مضامین میں ایم اے کیا۔ سندھی اور اردو زبان میں کہانیاں، مضامین، کالم اور ڈرامے لکھ کر شہرت حاصل کی۔ سٹیج کے علاوہ ریڈیو اور ٹیلی وژن کے لیے بھی ڈرامے تحریر کیے۔ ریڈیو پاکستان کراچی اور علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد، سندھی لینگویج اتھارٹی میں اعلیٰ عہدوں پر خدمات سرانجام دیں۔

امر جلیل نے اپنی کہانیوں میں معاشرتی خامیوں کی نشان دہی اور اصلاح کی ذمہ داری سرانجام دی۔ امر جلیل نے سندھی میں سینکڑوں مختصر کہانیاں تحریر کی ہیں۔ آپ کی ادبی خدمات کے صلے میں آپ کو تمغائے حُسن کارکردگی سے بھی نوازا گیا۔ امر جلیل کی تاریخ کا کفن سمیت درجن کے قریب، تصانیف زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر عوام و خواص کے علمی ادبی حلقوں سے داد و تحسین وصول کر چکی ہیں۔

مشق

ا۔ مصنف کی تکنیک، مقصد اور اسلوب پر مبنی درج ذیل سوالات کے جواب دیں۔

الف۔ امر جلیل کی ابتدائی تعلیم کے متعلق آپ کیا جانتے ہیں؟

ب۔ امر جلیل کی تخلیقات کے عمومی موضوعات کیا ہیں؟

ج۔ شیدی پہلی صف میں جانے کی کوشش کیوں کر رہا تھا؟

د۔ اس جملے کی وضاحت کریں: ''میں ایاز ہوں، میں ایک ہی صف میں کھڑا ہو کر محمود کے ساتھ نماز پڑھوں گا۔''

ہ۔ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ شیدی کی جگہ اگر کوئی امیر کبیر شخص نماز کی صفوں کو چیرتا آگے بڑھ رہا ہوتا تو عوام کا ردِ عمل ایسا ہی ہوتا۔

و۔ ماموں خان موچی نے کس حقیقت سے پردہ اٹھایا؟

❖ پہلی قطار میں ملک کی نامی گرامی اور جانی پہچانی شخصیت، ہر دل عزیز، مشہور و معروف جناب محمود صاحب موجود تھے۔ لوگوں کو محمود صاحب کی حفاظت کی فکر لاحق ہو گئی۔ وہ محمود صاحب کے لیے پریشان ہونے لگے۔ ہجوم میں سے کسی نے بلند آواز، چیختے ہوئے کہا، ''کالا شیدی پہلی قطار کی طرف بڑھ رہا ہے۔ یہ بدبخت ضرور کسی دشمن ملک کا ایجنٹ ہے اور محمود صاحب کو قتل کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے۔'' اس نئے انکشاف پر لوگ حواس باختہ ہو گئے۔ اچانک شیدی نے چھلانگ لگائی۔ وہ چیتے کی طرح چھال مارتا، بڑے بڑے ڈگ بھرتا، لوگوں، مصلوں، جوتوں اور چپلوں کی کئی قطاریں پھلانگ گیا۔ پہلی صف میں محمود کے ساتھ شہر کے لائق افسران، صنعت کار، تاجر اور بینکر کندھے سے کندھا ملا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ گردنیں جھکائے اور دو زانو بیٹھے ہوئے تھے اور اخباری فوٹو گرافروں سے تصاویر کھنچوا رہے تھے۔ پہلی صف کے عین عقب میں، محمود صاحب کی حفاظت کے لیے سادہ کپڑوں میں حفاظتی عملے کے برجستہ اور طاقت ور ارکان بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ بہ ظاہر نماز پڑھنے اور اللہ کی عظمت کے سامنے سربہ سجود ہونے

آئے تھے، لیکن دراصل وہ محمود صاحب کی حفاظت کے لیے وہاں موجود تھے اور نئی صورت حال کے باعث چوکس ہو رہے تھے۔ ان کے نیفوں میں خطرناک اسلحہ چھپا ہوا تھا، اس لیے وہ بیٹھنے میں دشواری محسوس کر رہے تھے۔

۲۔ سبق کا درج بالا حصہ سُن کر اپنے حافظے سے تسلسل کے ساتھ افسانے کی پوری کہانی کے اہم نکات بتائیں۔

۳۔ درج ذیل اقتباس کو اس انداز سے ادا کریں کہ جذبے اور تاثر کے حوالے سے شدت اور لہجے کے زیر و بم کا لحاظ رکھتے ہوئے ڈرامائی کیفیات ادا ہو سکیں۔

اور پھر بڑی دیر تک بلند آواز میں جملے ایک دوسرے سے اُلجھتے رہے۔۔۔

"مارو، مارو۔"

"ٹھکائی اچھی طرح کرو۔"

"پہلے اس کی تلاشی لو۔"

"نماز میں رخنہ مت ڈالو۔"

"درخت سے باندھ دو۔"

"نماز کے بعد منہ کالا کر کے، گدھے پر بٹھا کر اس کا جلوس نکالا جائے گا۔"

"ٹھیک ہے، یہ بہت بڑا اور اہم مسئلہ ہے۔"

"اس کے منہ پر کالک کی بجائے چُونے کی سفیدی پھیریں گے۔"

"ہر گز نہیں، چور کا منہ ہمیشہ کالا ہوتا ہے۔"

"اس مسئلے پر لوگوں سے ووٹ لیا جائے۔"

"ووٹ لینے کا وقت نہیں ہے۔"

۴۔ امر جلیل کے افسانوں کی کتاب 'تاریخ کا کفن' کے تمام افسانوں کا مطالعہ کریں بالخصوص افسانے 'تاریخ کا کفن' کو غور سے پڑھیں اور اس کے فہم کا اظہار کرتے ہوئے ذاتی اور معاشرتی زندگی سے تعلق قائم کریں کہ اگر ہمیں اس طرح کی صورت حال در پیش آجائے تو ہمارا ردِ عمل کیا ہوگا؟ نیز اس افسانے کو پڑھتے ہوئے امر جلیل کے ادبی اسلوب اور اس کے امتیاز کا فہم حاصل کریں اور اسے دیگر ساتھی طلبہ کے سامنے بیان کریں۔

۵۔ افسانہ "تاریخ کا کفن" آپ نے پڑھا۔ اس میں موجود مندرجہ ذیل معلومات اخذ کر کے، انھیں اپنے الفاظ میں لکھیں۔

الف۔ لوگوں کے جمع ہونے کی وجہ

ب۔ لوگوں کے لباس کے مختلف رنگ

ج۔ شیدی کے حوالے سے ایکسٹرا چھاپ، نوجوانوں، ادھیڑ عمر شخص۔

د۔ ماموں خان موچی اور حفاظتی عملے کا ردِ عمل

ہ۔ نمازیوں کا جائے نماز کے قریب جوتے رکھنے کی وجہ۔

۶۔ افسانہ "تاریخ کا کفن"، نیا قانون اور سیرت نگاری پر مشتمل سبق "اخلاقِ حسنہ" میں مصنفین نے عوامی رنگ کے بہت سے مانوس و نامانوس الفاظ و

www.ilmkidunya.com

تراکیب، محاورات، ضرب الامثال، مترادفات اور مرکبات استعمال کیے ہیں۔ درج ذیل الفاظ و تراکیب، محاورات اور مرکبات کو استاد محترم/استانی صاحبہ سے انھیں سمجھنے کی اور بر محل استعمال کرنے کی کوشش کریں:

خدمت اقدس، استہزا، ردائے مبارک، ظلم ڈھانا، ناک میں دم کرنا، ایک دھپے کی مار ہونا، ہت تیری ایسی تیسی، ٹوڈی بچہ، اڑنگوں، اڑتی نگاہ ڈالنا، بھانت بھانت کے، چٹکی کاٹنا، ایکٹر چھاپ نوجوانوں کی ٹولی، پرشنی، لفنگا، فرش گزیں ہونا

۷۔ امر جلیل کا افسانہ "سمتاریخ کا کفن" کے اجزا اور ادبی محاسن کی شناخت کریں۔

❖ تلخیص نگاری

تلخیص: تلخیص کا مطلب کسی طویل عبارت کو اختصار کے ساتھ اس طرح لکھنا کہ اس کا کوئی اہم نکتہ چھوٹنے نہ پائے۔ تلخیص کی طوالت، عام طور پر اصل عبارت سے کم یعنی ایک تہائی ہوتی ہے۔ تلخیص میں اصل عبارت کے اسلوب کو قائم رکھنا غیر ضروری ہوتا ہے، اسے اپنے انداز سے اور الفاظ میں لکھنا چاہیے۔ اصل عبارت میں دی گئی معلومات اور واقعات کی ترتیب بھی برقرار رکھنی چاہیے۔ تلخیص کے دوران اصل عبارت کے اہم نکات میں ترمیم، اضافہ، کمی یا بیشی نہیں کی جاسکتی۔ اگر عبارت متعدد پیراگرافوں پر مشتمل ہو تو تلخیص ایک ہی پیرے میں لکھی جائے گی۔ تلخیص میں طویل جملوں کی بجائے مختصر جملے لکھے جاتے ہیں۔

۸۔ درج ذیل عبارت کی تلخیص کریں:

ایشیا کی تمام قومیں یہی سمجھتی رہی ہیں کہ اچھا بادشاہ ہی رعایا کی ترقی اور خوشی کا ذریعہ ہوتا ہے۔ یورپ کے لوگ جو ایشیا کے لوگوں سے زیادہ ترقی کر گئے تھے یہ سمجھتے تھے کہ ایک عمدہ انتظام قوم کی عزت، بھلائی و خوشی اور ترقی کا ذریعہ ہے خواہ وہ انتظام باہمی قوم کے رسم و رواج کا ہو یا گورنمنٹ کا اور یہی سبب ہے کہ یورپ کے لوگ قانون بنانے والی مجلسوں کو بہت بڑا ذریعہ انسان کی ترقی و بہبودی کا خیال کرتے، اُن کا درجہ سب سے اعلیٰ اور نہایت بیش بہا سمجھتے تھے مگر حقیقت میں یہ سب خیال غلط ہیں۔

۹۔ تراکیب لفظی

ترکیب لفظی کے معانی ہیں الفاظ کی ساخت، وضع یا بناوٹ، جملے کے اجزائے ترکیبی کا تجزیہ یعنی جملے کے ہر لفظ کی قواعدی حیثیت کا تعین کرنا بھی ترکیبِ لفظی کہلاتا ہے۔

تراکیبِ لفظی بنانے کی مختلف صورتیں ہیں

دو مفرد لفظوں کے درمیان زیر یا ہمزہ ڈال کر ایک نئی لفظی ترکیب بنانا جس کے معانی نئے ہوں۔

صبح	اور	بہار	سے	صبحِ	بہار
قبر	اور	دارا	سے	قبرِ	دارا

تراکیب صرف عربی اور فارسی الفاظ ہی سے بنتی ہیں، ہندی اور دیگر مقامی زبانوں سے لفظی ترکیب سازی ممکن نہیں ہو سکتی۔ ڑ، ٹ، ڈ اپنی اصل میں ہندی حروف ہیں۔ اسی طرح بھ، پھ، کھ، ٹھ وغیرہ بھی ہندی الاصل ہیں۔ لفظوں کا ماخذ لغات میں درج ہوتا ہے۔ اس اصول کے تحت "دھیانِ الفت" ایک غلط ترکیب لفظی ہوگی۔ دو سے زائد الفاظ ملا کر بھی تراکیب بنائی جاسکتی ہیں:

www.ilmkidunya.com

مثلاً: مرزا غالب کا شعر ہے:

نقش فریادی ہے کس کی شوخیِ تحریر کا
کاغذی ہے پیرہن ہر پیکرِ تصویر کا

اگر ترکیب لفظی میں دونوں الفاظ عربی زبان کے ہوں تو دونوں کے درمیان "ال" آئے گا۔ مثلاً: رب العالمین، سیرت النبی، ختم الرسل

ہندی اور دیگر مقامی میں الفاظ ساتھ تحریر ہوتے ہیں جیسے: تاریک رات، اندھیری کوٹھی، کالی آنکھیں، کڑوا پھل، آنکھ مچولی

تراکیب لفظی کے حوالے سے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہر پندرہ بیس سال کے بعد لغت، از کارِ رفتہ ہو جاتی ہے۔ لفظ معانی بدل لیتے ہیں۔ نئے الفاظ، محاورات اور اصطلاحات آجاتی ہیں۔

❖ درج بالا اصولوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے دس تراکیبِ لفظی لکھ کر انھیں اپنے جملوں میں استعمال کریں۔

۱۰۔ مختلف نثری اصنافِ ادب:

i۔ افسانہ:

لغت میں افسانہ ایک جھوٹی کہانی کو کہتے ہیں ادبی اصطلاح میں یہ ایک ایسی کہانی ہے جو زندگی کا ایک جُزو پیش کرتی ہے۔ افسانہ اختصار اور وحدت تاثر کی حامل ایک کہانی ہوتی ہے۔ افسانہ یا مختصر افسانہ کم سے کم آدھے گھنٹے میں پڑھا جانے والا ایسا قصہ ہوتا ہے جس میں کسی ایک واقعے یا زندگی کے کسی ایک پہلو کو اختصار اور دلچسپی کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔

افسانہ کے اجزائے ترکیبی: پلاٹ، کردار، نقطہ نظر یا مرکزی خیال، مکالمہ، آغاز و اختتام، اسلوب بیان

ii۔ ناول

ناول سے مراد سادہ زبان میں ایسی طویل کہانی ہے جس میں انسانی زندگی کے معمولی واقعات اور روزانہ پیش آنے والے معاملات کو اس انداز میں بیان کیا جائے کہ پڑھنے والے کو اس میں دلچسپی پیدا ہو۔ یہ دلچسپی پلاٹ، منظر نگاری، کردار نگاری اور مکالمہ نگاری سے پیدا کی جاتی ہے۔ ناول اس نثری قصے کو کہتے ہیں جس میں کسی خاص نقطۂ نظر کے تحت زندگی کی حقیقی اور واقعاتی عکاسی کی گئی ہو۔ ناول کا مرکزی کردار اس کا ہیرو ہوتا ہے۔ واقعات میں ایک تسلسل موجود ہوتا ہے۔ حقیقت نگاری اور صداقت بیانی اس کا خاصہ ہے۔ اس کا موضوع انسانی زندگی ہوتا ہے۔ یعنی انسانی زندگی کے حالات و واقعات اور معاملات کو انتہائی گہرے اور مکمل مشاہدے کے بعد کہانی کی شکل میں پیش کیا جاتا ہے۔

ناول کے اجزا: ۱۔ کہانی، ۲۔ پلاٹ، ۳۔ کردار، ۴۔ مکالمے

iii۔ ڈراما

ڈراما یونانی زبان کے لفظ ڈراؤ سے مشتق ہے۔ جس کے معنی عمل کر کے دکھانا۔ ڈرامے کی ابتدا بھی یونان سے ہوئی۔ برصغیر میں بھی قدیم زمانوں سے ڈرامے کا سراغ ملتا ہے۔ راجہ بکرماجیت کے عہد کا لکھا ہوا ڈرامہ شکنتلا دنیا بھر میں بڑی شہرت رکھتا ہے۔ قدیم زمانے میں لوگ اپنے دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لیے ڈراما کھیلا کرتے تھے۔ مگر بعد میں ترقی کر کے فن کی منزل تک پہنچ گیا۔ ڈرامے کی دو مشہور اقسام ہیں۔

۱۔ طربیہ ڈراما: وہ ڈراما جس میں ہنسی اور مزاح کے ذریعے سماج کی کمزوریوں سے پردہ اٹھایا جائے۔

المیہ ڈراما: وہ ڈراما جس میں پیش آنے والے واقعات اندوہناک ہوں اور اس کا انجام المیہ ہو۔

ڈرامے کے اجزائے ترکیبی: پلاٹ، کردار نگاری، ارتقائی عمل، کشمکش، مکالمے، اسٹیج، حرکات وسکنات، اختتامی عمل

iv۔خاکہ یا مرقع نگاری:

اس غیر افسانوی صنف میں کسی شخص کی شخصیت اور زندگی کے حقیقی خد وخال اور پہلوؤں کو اس طرح نمایاں کر کے تحریر کیا جاتا ہے کہ ایک دلچسپ انداز میں ایک جیتی جاگتی شخصیت کے افکار وخیالات، خوبیوں اور خامیوں کی تصویر کشی ہو جائے۔ خاکہ نگار اپنی تحریر کو پُر اثر بنانے کے لیے حقائق، واقعات اور مشاہدات کے ساتھ ساتھ ذاتی تاثرات بھی شامل کر لیتا ہے۔ اردو ادب میں مرزا فرحت اللہ بیگ، رشید احمد صدیقی، مولوی عبدالحق، شاہد احمد دہلوی، محمد طفیل، چراغ حسن حسرت اور دیگر نے خاکہ نگاری کی صنف میں نمایاں کام کیا ہے۔

کسی فرد کی شخصی خوبیوں کو دل چسپ اور ادبی پیرائے میں اس طرح بیان کرنا کہ قاری اس شخصیت کا مجموعی تاثر قبول کرے اور اس کے بارے میں رائے دینے کے قابل ہو جائے۔ مرقع نگاری کہلاتا ہے۔ شخصی خاکہ بھی اسی سے ملتی جلتی صنف ہے تاہم اُس میں تفصیلات بیان ہوتی ہیں۔

❖ **فرحت اللہ بیگ کا لکھا ہوا شخصی خاکہ "ایک وصیت کی تعمیل" پڑھیں اور مولوی وحید الدین سلیم کی ادبی شخصیت کی مرقع نگاری کرنے کے لیے درج ذیل نکات کو پیش نظر رکھیں۔**

۱۔ مولوی صاحب کا باتونی پن۔

۲۔ مولوی صاحب کی کنجوسی

۳۔ مولوی صاحب کا دیکھ کر تقریر کرنے کا انداز

۴۔ اردو زبان کی اصطلاحات سازی

سرگرمی

۱۔افسانہ "متارع کا کفن" کی ڈرامائی تشکیل کر کے اسے کالج ہال میں پیش کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام

- سبق خوانی سے قبل بچوں کو اردو میں افسانہ نگاری کی روایت سے اس طرح آگاہ کریں کہ امر جلیل کی افسانہ نگاری کے موضوعات اور پہلوؤں پر بھی روشنی پڑ جائے۔

www.ilmkidunya.com